Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۹۳

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

یوم منگل

روزنامہ

# الفضل

ربوہ

ایڈیٹر
مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

| جلد ۶۳/۲۸ | ۱۹ جمادی الاوّل ۱۳۹۴ھ ۱۱ احسان ۱۳۵۳ ھش ۱۱ جون ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۳۱ |
|---|---|---|

## حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مایقول فی الرکوع والسجود صـ ۱۸۱/۱-۱)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔

## اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۱ احسان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت وعافیت اور درازیٔ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

---

ربوہ ۱۱ احسان۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ اس وقت طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ اچھی ہے، الحمد للہ۔ احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

---

ربوہ ۱۱ احسان۔ محترم نوابزادہ محمد احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ پچھلے دنوں لاہور سے کراچی تشریف لے جانے کے بعد وہیں قیام فرما ہیں۔ علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ احبابِ جماعت بصد و الحاح سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

---

خاکسار کے بھائی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب احمدیہ ہسپتال ٹیچی مان مغربی افریقہ کو ایک حادثہ میں کمر میں چوٹ آئی ہے اور وہ صاحبِ فراش ہیں۔ بزرگان واحباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت وسلامتی اور خدمتِ دین کی مزید توفیق ملنے کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز خاکسار کی صحت کے لئے دعا فرمائیں عرصہ ۲ ماہ سے رنج تکان اور ارتعاش کی سخت تکلیف ہے۔

(سردار بشیر احمد انچارج۔ دار الصدر ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# خدا تعالیٰ کی طرف صدقِ دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا

## جو اُس کی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے اور جو اُس کیلئے کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے

"جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اُس سے بڑھ کر اپنا صدق وصفا اُس سے ظاہر کرتا ہے اُس کی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی اُن کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اِس لئے جو شخص اس کی راہ میں مرتا ہے وہی اُس سے زندگی پاتا ہے اور جو اُسکے لئے سب کچھ کھوتا ہے اُسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اوّل دُور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اُس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔ اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبتِ الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نُور سے قالبِ نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اُس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہاء اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اُس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفاتِ الٰہیہ اُس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ وریشہ میں پُورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جس کو شعلۂ محبتِ الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اُس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالبِ حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ ۱۵۱/۱۴۲)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah


روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۱ر احسان ۱۳۵۳ھ

# تقویٰ کی انقلاب انگیز تاثیرات

ہم قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں اس امر کو واضح کر چکے ہیں کہ اگرچہ حصولِ فلاح کے لئے ایمان لانے کے ساتھ اعمال صالحہ کا بجالانا ضروری ہے تاہم اعمال صالحہ اسی وقت تک نتیجہ خیز اور منتج بثمرات نہیں ہوتے جب تک کہ وہ تقویٰ کی روح سے مملوء نہ ہوں۔ ان کا بہرحال تقویٰ کے معیار پر پورا اترنا ضروری ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ اختیار کرنے اور حقیقی معنوں میں متقی بننے پر بے انتہا زور دیا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو آپ کی اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی تمام تر نصائح کا خلاصہ صرف اور صرف تقویٰ ہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں آپ نے صرف تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ تقویٰ کا مفہوم، اس کی بنیادی اہمیت، اس کی انقلاب انگیز تاثیرات اور اس کے درجۂ کمال کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے اور اپنی خداداد قوت قدسیہ سے فیضیاب کرنے کے نتیجہ میں اپنے متبعین کو حقیقی طور پر تقویٰ سے متصف کر دکھایا۔ ذیل میں ہم اس موضوع پر حضور علیہ السلام کے پُرمعارف ارشادات کے بعض اقتباسات ہدیۂ قارئین کرتے ہیں تاکہ تقویٰ کی ماہیت اور اس کی بنیادی اہمیت قلوب و اذہان میں راسخ سے راسخ تر ہو سکے۔

سب سے پہلے ہم اس امر کو لیتے ہیں کہ تقویٰ کی ماہیت کیا ہے؟ سو جیسا کہ ہم قبل ازیں واضح کر چکے ہیں۔ تقویٰ سے مراد نیکی کی وہ قوت اور مسابقت علی الخیرات کی وہ روح ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے جس کے زیر اثر ایک مومن گناہ اور معصیت سے بکلّی مجتنب رہتا ہے اور اس طرح خلوت و جلوت ہر حالت میں راہ سداد پر گامزن رہنے میں اس کا پائے ثبات ذرہ بھر بھی لغزش نہیں کھاتا۔ اس ضمن میں حضور علیہ السلام نے تقویٰ کی اس عمومی تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کو بھی ضروری قرار دیا ہے کہ انسان مشتبہ امور یعنی ایسے امور سے بھی جن کے متعلق خفیف سے خفیف شبہ پایا جاتا ہو کہ شاید وہ بُرے ہوں بچنے کی کوشش کرے اور اُن کے قریب نہ جائے۔ پھر یہی نہیں بلکہ شریعت نے جن امور کو جائز رکھا ہے ان میں بھی انسان حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے ورنہ اس کا قدم خیر الامور اوسطها کے مطابق نہ ہوتے ہوئے تقویٰ کی راہ سے ہٹ جائیگا۔ حضور علیہ السلام کی ان تشریحات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو تقویٰ کا قرآنی مفہوم بہت وسعت اور گہرائی کا حامل ہے۔ چنانچہ حضور تقویٰ کے مفہوم اور اس میں بتدریج وسعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

۱۔ "تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر (جو گناہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں) خدا تعالیٰ کی طرف قدم اُٹھاؤ اور پرہیز گاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۷)

۲۔ "تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں ہر ایک باریک در باریک رگ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔" (الحکم ۱۰ر اگست ۱۹۰۱ء)

۳۔ "امور تین قسم کے ہوتے ہیں، اوّل یقینی بدیہی یعنی ظاہری دیکھنے میں ہی ایک بات (بالبداہت) بُری یا بھلی ہے۔ دوم یقینی نظری یعنی ویسا یقینی تو نہیں پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا بُرا ہو۔ سوم امور مشتبہ یعنی ان میں شبہ ہو کہ شاید بُرے ہوں ------ پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے اور تینوں مراتب کو طے کرے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ شبہ اور احتمال سے بچنے کے لئے ہم دس باتوں میں سے نو باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ (تقویٰ کے معیار پر پورا اترنے کے لئے) چاہیئے کہ احتمالات کا سدِّ باب کیا جائے۔" (الحکم ۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء)

۴۔ "نیکی کی جڑ (یعنی تقویٰ) یہ بھی ہے کہ دنیا کی وہ لذات اور شہوات جو کہ جائز ہیں ان کو بھی حدّ اعتدال سے زیادہ نہ لے ..... خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ تنعم اور کھانے پینے میں بھی اعتدال کرنے کا نام تقویٰ ہے۔ صرف یہی کافی نہیں ہے کہ انسان زنا نہ کرے، چوری نہ کرے بلکہ جائز امور میں بھی اعتدال سے نہ بڑھے۔" (البدر ۶ر فروری ۱۹۰۳ء)

حضورؑ نے تقویٰ کے مفہوم اور اس کی وسعت پر روشنی ڈالنے کے علاوہ متقی کی علامات اور اس کے دل کی کیفیات پر بھی روشنی ڈالی ہے اور واضح فرمایا ہے کہ متقی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے تعہد اور التزام سے ادا کرتا ہے اور خدمتِ دین کے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے اور جملہ اخلاق حسنہ اس میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر وہ کسی خارجی ترغیب و تحریص اور یاددہانی کا محتاج نہیں رہتا بلکہ خود اس کا اپنا دل اس کے لئے ایک واعظ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جو قدم قدم پر ایسے معاصی سے بچنے اور حسنات اختیار کرنے کی تلقین کرتا رہتا ہے۔ گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں میں مسابقت کا مادہ اس کی فطرت کا جزو بن جاتا ہے اور اس طرح وہ رُوح القدس کی معیت اور خدائی نصرت کا مورد بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

۱۔ "متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اسکے کہ موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریا، عُجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکّا ہو ویسے ہی اخلاق رذیلہ سے پرہیز کرکے ان کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں بھی ترقی کرے۔ لوگوں سے مروّت، خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں وہی اصل متقی ہوتے ہیں اور ایسے ہی شخص کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہے۔" (البدر ۱۳ر فروری ۱۹۰۳ء)

۲۔ "جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہو سکتی۔ دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو رُوح القدس کی تائید نہیں ملے گی۔ ایسا شخص ضرور دھوکا کھائے گا۔ اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیک بختی ہے۔" (الحکم ۲۴ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حضور علیہ السلام نے تقویٰ کے معنے، اس کے مفہوم کی وسعت، اسکے عملی تقاضوں اور متقیوں کی علامات بیان کرنے کے علاوہ تقویٰ کے انتہائی کمال پر بھی روشنی ڈالی ہے اور اس کمال کو ہی اللہ تعالیٰ کی معیت اور اس کی خاص حفاظت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

(۱) "کمال تقویٰ کا یہی ہے کہ انسان کا اپنا وجود ہی نہ رہے اور صیقل زدم آں قدر کہ آئینہ نماند کا مصداق ہو جائے۔" (الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۱ء)

(۲) "اصول تقویٰ کا یہ ہے کہ انسان عبودیت کو چھوڑ کر الوہیت کے ساتھ ایسا مل جاوے جیسا کہ لکڑی کے تختے دیوار کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی شئے حائل نہ رہے۔" (الحکم ۳۱ر اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) "جب تک انسان تقویٰ میں ایسا نہ ہو جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکہ سے نکلنا پڑے اُس وقت تک کچھ نہیں ہوتا۔ جس قدر زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اُسی قدر اللہ تعالیٰ بھی توجہ فرماتا ہے۔" (الحکم ۷ر جنوری ۱۹۰۳ء)

پس تقویٰ کی انقلاب انگیز تاثیر یہ ہے کہ وہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کر دیتا ہے۔ ایسے متقی کو خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے اور وہ ہر دم اور ہر لحظہ اس کی پناہ اور حفاظت میں ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# قبولیتِ دُعا اور اُس کی حکمت و فلسفہ

## اللہ تعالیٰ مومن کی دعاؤں کو سنتا اور انہیں قبولیت کا شرف عطا کرتا ہے

(۲)

پھر اِنِّیْ قَرِیْبٌ کہہ کر ایک اور لطیف مضمون کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے اور وہ یہ کہ اگر میں تمہیں نظر نہیں آتا تو یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تم سے دور ہوں بلکہ میں تو تمہارے بالکل قریب ہوں اور اسی وجہ سے تمہیں نظر نہیں آتا کیونکہ صرف وہی چیز نہیں نظر نہیں آتی جو زیادہ دور ہو بلکہ وہ چیز بھی نظر نہیں آتی جو زیادہ قریب ہو یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے اندر کی آواز کو نہیں سُن سکتا۔ کانشنس اور ضمیر کی آواز آتی ہے مگر کان اُسے نہیں سُن سکتے اس لئے کہ آواز بھی دُور کی سنائی دیتی ہے جب ہم کوئی آواز سُنتے ہیں تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ یہ آواز باہر سے ہو کر آتی ہے۔ کیونکہ کان کا پردہ قدرتی طور پر اس طرح بنایا گیا ہے کہ ہوا کا تموج کان کے پردہ پر پڑتا ہے۔ تو اس سے ایک حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ارتعاش کی لہریں یعنی وائبریشنز (VIBRATIONS) پیدا ہوتی ہیں اور یہی وائبریشنز دماغ میں جاتی ہیں اور دماغ ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے یہی وائبریشن ہیں جو ریڈیو کے والوز میں پڑتی ہیں اور وہ ریڈیو ان کو الفاظ میں بدل ڈالتا ہے۔ انسانی بناوٹ میں ریڈیو کان ہے اور اعصاب دماغی والوز ہیں۔ ان کے ذریعہ جو حرکات دماغ میں منتقل ہوتی ہیں وہ وہاں سے آواز بن کر سنائی دیتی ہیں۔ پس آواز کے معنے ہی باہر والی چیز کے ہوتے ہیں۔ جب آواز آتی ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ یہ باہر سے آئی ہے کیونکہ آواز آ ہی باہر سے سکتی ہے۔ اندرونی آواز جو سنائی دیتی ہے مثلاً پیٹ میں گڑ گڑ کی آواز آتی ہے تو دراصل اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وائبریشن باہر اثر ڈالتی ہیں اور ہم وہ آواز سن لیتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ جو اندر کی آواز ہوتی ہے اُسے تم نہیں سُن سکتے کیونکہ وہ تمہارے زیادہ قریب ہوتی ہے غرض جس طرح تم بہت بعید کی چیز کو نہیں دیکھ سکتے اور بہت قریب کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتے اسی طرح تم بعید کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے اور قریب کی آواز کو بھی نہیں سن سکتے

جن لوگوں کو اس کا علم نہیں وہ اس پر تعجب کریں تو کریں ورنہ یہ سب کچھ حرکات پر مبنی ہوتا ہے۔ جو کچھ تم سنتے ہو وہ بھی حرکات ہیں جن کو کان آواز میں بدل ڈالتے ہیں اور جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ بھی حرکات ہیں جن کو آنکھیں شکل میں تبدیل کر ڈالتی ہیں جو چیز تمہارے سامنے گزری ہوتی ہے وہ تصویر نہیں ہوتی بلکہ وہ فیچرز (FEATURES) یعنی نقش ہوتے ہیں جو آنکھوں کے ذریعہ دماغ میں جاتے ہیں اور وہ انہیں تصویر میں بدل ڈالتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آجکل ریڈیو کے ذریعہ تصویریں بھی باہر جانے لگ پڑی ہیں۔ ان حرکات کے متعلق قاعدہ ہے کہ تمام حرکات خواہ وہ کان کی ہوں یا آنکھ کی ایک حدبندی کے اندر ہوتی ہیں یعنی ایک درجہ اُن کا اعلیٰ ہوتا ہے اور ایک ادنیٰ ہوتا ہے ان دونوں کے درمیان جو چیز ہوتی ہے اسے آنکھ دیکھ سکتی ہے اور جو چیز اُس حدبندی سے دور ہو اُسے آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اور جو اس حدبندی کے نیچے ہو اُس کو بھی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ اسی طرح جو آواز اس حدبندی کے اندر ہوگی اُسے کان سن لے گا اور جو آواز اس حدبندی سے دور ہوگی اُسے کان نہیں سن سکے گا اور جو آواز اس حدبندی سے نیچے ہو اُسے بھی کان نہیں سن سکتا [illegible] میں بہت سی آوازیں پیدا ہوتی رہتی ہیں جیسے بادلوں کے آپس میں ٹکرانے کی آواز۔ یا اجرام فلکی کے آپس میں ٹکرانے کی آواز۔ لیکن وہ اتنی شدید ہوتی ہیں کہ ہم ان کی شدت کی وجہ سے انہیں نہیں سُن سکتے۔ جس طرح کان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ایسی آواز سن سکے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ ایسی آواز سُن سکے جو اس کی طاقت سے کم ہو اسی طرح جو نظارہ آنکھ کی طاقت سے زیادہ ہو وہ آنکھ نہیں دیکھ سکتی اور جو نظارہ اس کی طاقت سے کم ہو وہ بھی نہیں دیکھ سکتی۔ پس اِنِّیْ قَرِیْبٌ کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ مجھ کو نہ دیکھنے کی یہ وجہ نہیں کہ میں تم سے دُور ہوں بلکہ میں تم سے دور نہیں بلکہ میں تمہارے اتنا قریب ہوں کہ تم مجھے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے دیکھ بھی نہیں سکتے اور نہ تم میری آواز سن سکتے ہو۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں تو پھر وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ کہنے کا کیا مطلب ہوا؟ کیونکہ انسان پوچھتا تو اس کے متعلق ہے جو اُسے نظر آتا ہو۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی سوال مبہم بھی ہوتا ہے۔ جیسے رات کو کوئی شخص سفر پر جا رہا ہو اور اُسے خطرہ محسوس ہو تو وہ آواز دیتا ہے کہ کوئی ہے؟ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ اُسے کوئی انسان نظر آ رہا ہوتا ہے بلکہ وہ اس خیال سے آواز دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں ہو تو آئے اور اُس کی مدد کرے اور جنگل میں تنہائی اور اندھیرے کی وجہ سے جو گھبراہٹ اُس پر طاری ہے وہ دور ہو جائے اسی طرح اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا میں انسان تنہائی محسوس کرے اور سمجھے کہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت ہے اور خدا تعالیٰ جو غیر مرئی ہے اس کے متعلق وہ کہے کہ اگر کوئی خدا ہے تو آئے اور میری مدد کرے تو خدا تعالیٰ کہتا ہے تم میرے اس بندے کو بتا دو کہ میں موجود اور پھر زیادہ دور بھی نہیں بلکہ میں تمہارے قریب ہی ہوں۔ دنیا میں پاس رہنے والا شخص بھی بعض اوقات مدد نہیں کرتا۔ بعض دفعہ تو وہ مدد کا ارادہ ہی نہیں کرتا اور کہتا ہے مرتا تو مرے۔ مجھے اس کی مدد کرنے کی کیا ضرورت ہے اور بعض اوقات وہ اپنے اندر زیادتی کرنے والے کے خلاف مدد کرنے کی طاقت نہیں پاتا جیسے کوئی شیر گاؤں میں آجائے اور کسی پر حملہ آور ہو تو دوسرے لوگ بجائے اس کی مدد کرنے کے بھاگ جاتے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اگر کوئی بندہ گھبرا کر آواز دے اور کہے کہ کوئی ہے؟ تو وہاں خدا موجود ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندے نے اگرچہ مبہم طور پر آواز دی ہے کہ شاید کوئی موجود ہو تو وہ بول پڑے لیکن میں اس کی مبہم پکار کو بھی اپنی طرف منسوب کر لیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ مجھے ہی بلا رہا ہے۔ میں بھول جاتا ہوں کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے خیالی طور پر کہہ رہا ہے۔ میں اس وقت اگر مجھ کو چھوڑ دیتا ہوں اور فوراً اس کی مدد کے لئے دوڑ پڑتا ہوں اسلئے اگر کوئی میرے متعلق سوال کرے تو اُسے بتا دو کہ میں قریب ہی ہوں۔ دور نہیں۔ بیشک دُنیا میں بعض دفعہ کوئی دوسرا شخص قریب بھی ہوتا ہے تو پھر بھی وہ مدد کرنے کا ارادہ نہیں کرتا یا اس کی مدد کی طاقت نہیں رکھتا لیکن میں تو میرا ارادہ کر کے بیٹھا ہوں کہ اسکی مدد کروں گا اور پھر میرے اندر اسکی مدد کرنے کی طاقت بھی ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ صرف مسلمانوں ہی کی دعائیں نہیں سنتا بلکہ خواہ کوئی ہندو ہو یا عیسائی۔ سکھ ہو یا آریہ اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور سچے دل سے گڑگڑاتے اور اپنی حالت زار پیش کر کے اس کی مدد چاہے تو خدا تعالیٰ اس کی دعا کو سنتا اور اُسے قبول کرتا ہے۔ بیشک وہ ایک سچے مسلمان کی دعائیں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قبول کرتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اُس نے اپنی رحمت کا دروازہ دنیا کی باقی قوموں اور افراد کے لئے بند کر رکھا ہے بلکہ ہر شخص جو اس کے دروازہ پر جاتا ہے اور اس کے حضور گر جاتا ہے خدا تعالیٰ اس پر رحم کرتا اور اس کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ وہ واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ جب کوئی پکارنے والا اپنی مدد کے لئے مجھے آواز دیتا ہے تو میں اس کی پکار کا ضرور جواب دیتا ہوں اور اُسے اپنی بارگاہ سے کبھی خالی ہاتھ واپس نہیں کرتا۔

پھر فرماتا ہے فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ۔ جب میں تمہاری باتیں سنتا ہوں اور تمہاری دعائیں قبول کرتا ہوں تو تمہیں بھی ایسا بن جانا چاہیئے کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں۔ یہ مت خیال کرو کہ میں ہر ایک دعا کو سنتا ہوں۔ میرے احکام کے خلاف جو دعائیں ہونگی یا میرے مقرر کردہ فرائض کے خلاف ہونگی یا اخلاقی نظام کے خلاف ہونگی میں انہیں کیسے سن سکتا ہوں کیا میں انہیں قبول کر کے اپنے رسول کو ہلاک کردوں یا کیا میں انہیں قبول کر کے اخلاقی نظام کو توڑ ڈالوں اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں بھی سنی جائیں تو چاہیئے کہ تمہاری دعا میرے نظام کے خلاف نہ ہو تمہاری دعا دین کے خلاف نہ ہو۔ تمہاری دعا اخلاقی نظام کے خلاف نہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah



کہتے ہیں کہ ایک عرب حج کیلئے گیا تو وہ خانہ کعبہ میں کھڑے ہو کر ایک دعا کر رہا تھا اور وہ ایسی گندی تھی کہ اُسے سن کر پولیس نے اس کو قید کر لیا۔ وہ دعا یہ کر رہا تھا کہ اے خدا تو ایسا کر کہ میری محبوبہ کا خاوند اُس سے ناراض ہو جائے اور وہ مجھے مل جائے۔ گویا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ بھی اس کی بدکاری میں شریک ہو جائے۔

اسی طرح ایک دفعہ ایک چور نے بیان کیا کہ میں جب سینڈھ لگانے لگتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں تاکہ چوری سے پہلے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کر لوں اور مجھے اس کام میں کامیابی حاصل ہو۔ اخبارات میں عموماً اشتہارات چھپتے رہتے ہیں کہ ایسے تعویذ ہیں جن کو پاس رکھنے سے تم جس عورت کو چاہو بلا سکتے ہو۔ اس تعویذ کے اثر سے وہ عورت خود بخود تمہارے پاس آ جائے گی اور پھر کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ ہے اُسے خدا تعالیٰ کا کلام آتا ہے۔ اس نے یہ تعویذ تیار کئے ہیں۔ یہ دین کے ساتھ تمسخر ہے۔ خدا تعالیٰ بدکاریوں میں کبھی شریک نہیں ہوتا۔ کہنے والے بے شک ایسا کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

اگر میں نے کہا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں ہر ایک پکار کو سن لیتا ہوں۔ جس پکار کو میں سنتا ہوں اس لئے دو شرطیں ہیں۔ اول میں اس کی پکار کو سنتا ہوں جو میری بات بھی سنے۔ ۲۔ میں اس کی پکار سنتا ہوں جسے مجھ پر یقین ہو۔ مجھ پر [illegible] ہو۔ اگر دعا کرنے والے کو میری باتیں نہیں اور تو تو مجھ پر یقین ہی نہیں تو میں اس کی پکار کو کیوں سنوں۔ پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں جس دعا میں یہ دو شرطیں پائی جائیں گی وہی قبول ہوگی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں اَلدَّاعِ فرمایا ہے۔ جس کے معنے ہیں ایک خاص دعا کرنیوالا اور اس کے آگے دو شرائط بتا دیں جو اَلدَّاعِ میں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ میری سنے اور مجھ پر یقین رکھے یعنی وہ دعا میرے مقرر کردہ اصول

کے مطابق ہو جائز ہو ناجائز نہ ہو اخلاق کے مطابق ہو سنت کے مطابق ہو۔ اگر کوئی شخص ایسی دعائیں کریگا تو میں بھی اس کی دعاؤں کو سنوں گا۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ اے اللہ میرا فلاں عزیز مر گیا ہے تو اسے زندہ کر دے۔ تو یہ دعا قرآن کے خلاف ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ جب اس نے قرآن کی ہی نہیں مانی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں مانی تو خدا اس کی بات کیوں مان لے پس۔

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي

میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہیں چاہیئے کہ تم میری باتیں مانو اور مجھ پر یقین رکھو۔ اگر تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو میں تمہاری دعا کیسے سن سکتا ہوں۔ پس قبولیت دعا کیلئے دو شرطیں ہیں اول فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي تم میری باتیں مانو (۲) وَلْيُؤْمِنُوا بِي اور مجھ پر یقین رکھو جو لوگ اُن شرائط کو پورا نہیں کرتے وہ دیندار نہیں وہ میرے احکام پر نہیں چلتے اس لئے میں بھی یہ وعدہ نہیں کرتا کہ میں ان کی ہر دعا سنوں گا بے شک میں اُن کی دعاؤں کو بھی سنتا ہوں مگر اس قانون کے ماتحت اُن کی ہر دعا کو نہیں سنتا۔ لیکن جو شخص اس قانون پر چلتا ہے اور پھر دعائیں بھی کرتا ہے میں اس کی ہر دعا کو سنتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ بازار میں چند بنئے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کیا کوئی ایک پاؤ تیل کھا سکتا ہے وہ ایک پاؤ تیل کھانا بہت بڑا کام سمجھتے تھے اُن میں سے ایک نے کہا جو ایک پاؤ تیل کھائے اُسے میں پانچ روپے انعام دوں گا۔ پاس سے ایک زمیندار گزر رہا تھا اُس نے جب یہ سنا کہ پاؤ تیل کھانے پر شرط لگی ہوئی ہے تو اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی اُس نے خیال کیا کہ بھلا ایک پاؤ تیل کھانا کون سی بڑی بات ہے۔ جس پر انعام دیا جائے۔ ضرور اس کے ساتھ کوئی اور شرط ہو گی۔ وہ آگے بڑھا اور پوچھا شاہ جی! تلیاں سمیت کھانے کہ بغیر تلیاں دے" یعنی پھلیوں سمیت تیل کھانے ہیں یا الگ کئے ہوئے بیج کھانے ہیں۔ اس زمیندار کے نزدیک تو پاؤ تیل کھانا کوئی چیز نہ تھی لیکن وہ سب بنئے تھے جو آدھا چھٹانک کھانے کے عادی تھے۔ جب اُس نے یہ کہا کہ شاہ جی کیا تیل پھلیوں سمیت کھانے ہیں تو اُسی

بنئے نے کہا چوہدری صاحب آپ جائیے ہم تو آدمیوں کی باتیں کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جہاں یہ کہتا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں۔ وہاں بھی وہ آدمیوں کا ہی ذکر کرتا ہے جانوروں کا ذکر نہیں کرتا وہ ہر پکارنے والے کی پکار کو نہیں سنتا۔ وہ صرف اس شخص کی پکار کو سنتا ہے جسے یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ہی سب ذمہ داری نہیں بلکہ مجھ پر بھی کچھ ذمہ داری ہے مثلاً اگر کوئی کہے کہ اے خدا۔ فلاں کی لڑکی اُدھال کر لا دے یا فلاں کا مال مجھے دیدے یا میرے فلاں دشمن کی جان نکال دے تو خدا تعالیٰ اپنے آپ کو ان دعاؤں کا مخاطب نہیں سمجھتا۔ پس فرمایا۔ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي۔ میں ہر اس دعا کو سنتا ہوں جس کا کرنے والا پورے طور پر میرے احکام پر عمل کرے اور پھر اسے مجھ پر پورا یقین بھی ہو اور جو ایسا کرتے ہیں وہ غلط دعائیں مانگتے ہی نہیں کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ ایسی دعائیں مانگتے تھے کہ اے خدا فلاں کا مال ظالمانہ طور پر ہمیں دیدے۔ پس خدا تعالیٰ بھی یہاں انسانوں کا ذکر کرتا ہے حیوانوں کا نہیں اور فرماتا ہے کہ میں دعائیں سنتا ہوں لیکن اس کیلئے دو شرطیں ہیں اول دعا کرنے والا پورے طور پر میرے احکام پر عمل کرے۔ دوم اُسے مجھ پر یقین بھی ہو۔ جب اُسے مجھ پر یقین ہو گا تو اس کا اعتماد بھی دعا کی قبولیت کیلئے اُکسائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ سب سے زیادہ کس کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں سب سے زیادہ اسی شخص کے لئے دعا کرتا ہوں جو مجھے آ کر کہے کہ میرے لئے کوئی دعا کرنے والا نہیں آپ میرے لئے دعا کریں جب وہ مجھ پر اعتماد کرتا ہے حالانکہ وہ میرا واقف بھی نہیں ہوتا تو میں اس پر اعتماد کیوں نہ کروں۔ پس فرمایا وَلْيُؤْمِنُوا بِي جو مجھ پر یقین رکھتا ہے اور میرے منشاء کے مطابق دعا کرتا ہے۔ میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں لیکن جسے یقین نہ ہو اور وہ میرے منشاء کے مطابق دعا نہ کرتا ہو تو اس کی دعا قبول نہیں ہو سکتی اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ۔ لَا يَزَالُ

يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ. مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ. قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا الِاسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يُسْتَجَابُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ

(مسلم جلد ۲ کتاب الذکر والدعاء)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے جب تک کہ وہ قطع رحم اور گناہ کے متعلق نہ ہو مگر اس صورت میں نہیں کہ وہ جلدی کرے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ یہ کہنے لگتا ہے کہ میں نے بڑی دعا کی مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی پھر وہ دعا سے تھک جاتا ہے اور دعا چھوڑ بیٹھتا ہے۔ غرض دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور یقین رکھے اور مایوسی اس کے قریب بھی نہ پھٹکے۔

پھر فرماتا ہے لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ اس کے نتیجہ میں یقیناً وہ کامیاب ہوں گے رشد کے معنے ہوتے ہیں رستہ دکھا دینا۔ پس لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ کے یہ معنے ہیں کہ انہیں وہ رستہ مل جائیگا جو انہیں کامیابی تک پہنچا دیگا لَعَلَّ کے معنے عام طور پر شاید کے ہوتے ہیں لیکن اس جگہ اس کے معنے شاید کے نہیں یہاں یہ لفظ کلام الملوک کے طور پر استعمال ہوا ہے اور اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارا شاید بھی یقینی ہوتا ہے چنانچہ بالعموم حکام کہہ دیتے ہیں کہ اگر تم درخواست کرو تو حکومت غور کریگی۔ لفظ شک کے ہوتے ہیں۔ لیکن دراصل وعدہ ہوتا ہے کہ ہم ضرور ایسا کر دیں گے لغت والے بھی لکھتے ہیں کہ جب لَعَلَّ کا لفظ خدا تعالیٰ کیلئے استعمال ہو تو اس وقت اس کے معنے یقین کے ہوتے ہیں (مفردات راغب) پس لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ کے یہ معنے ہیں کہ ابھی تک تو مجھے اُن تک آنا پڑتا ہے مگر جب وہ یہ مقام حاصل کر لیں گے تو پھر ان کے اندر یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ خود مجھ تک آ سکیں گے چنانچہ پہلے إِنِّي قَرِيبٌ کہہ کر بتایا تھا کہ میں ان کے پاس آتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر یہ شدؤن کہہ کر بتایا کہ بندہ میں ترقی کرتے کرتے ایک قسم کی الوہیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ پہلے اسکی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے نابینا آدمی کے پاس اس کا دوست بیٹھا رہے مگر پھر یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے جیسے بینا کے سامنے اس کا محبوب بیٹھا ہو۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عبادت کرتے وقت ہر انسان کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم سے کم وہ یہ سمجھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے دیکھنے کے یہی معنے ہیں کہ وہ اسکے قریب ہو جاتا ہے ورنہ دیکھ تو وہ عرش سے بھی رہا ہے۔

درحقیقت اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کے اس قدر قریب آجاتا ہے کہ انسان یہ یقین کرنے لگ جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے بلکہ اس سے ترقی کرکے وہ اس مقام کو بھی حاصل کر لیتا ہے جس میں وہ خود بھی خدا تعالیٰ کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور اعلیٰ درجہ کے کمالات رُوحانیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ..

... دنیا میں ہر کام اپنے وقت کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اگر اُس وقت وہ کام کیا جائے تو جیسے اعلیٰ درجہ کے نتائج اُس وقت مرتب ہوتے ہیں وہ دوسرے وقت میں نہیں ہوتے۔ تمام غلّے اور ترکاریاں بونے کا ایک خاص وقت ہوتا ہے۔ اگر اُسوقت کو مدِّ نظر نہ رکھا جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا مگر وہ وقت جادو یا ٹونے کی طرح نہیں ہوتا کہ اُس کے آنے سے کوئی خاص اثر پیدا ہو جاتا ہے اس لئے وہ کام ہو جاتا ہے بلکہ مُراد یہ ہے کہ جس وقت کسی کامیابی کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں تو وہی اس کے کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ اگر گیہوں کا دانہ ایک خاص وقت میں بونے سے اُگتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت اس میں کوئی خاص بات پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ اُس کے اُگنے کے لئے جو سامان ضروری ہوتے ہیں وہ اس وقت مہیا ہو جاتے ہیں۔ اگر وہی سامان کسی دوسرے وقت میں مہیا ہو سکیں تو اُس وقت بھی وہ ضرور اُگ آئیگا۔ تو تمام کاموں کے لئے ضروری سامان مہیا ہونے کا ایک وقت مقرر ہے۔ اِسی طرح دُعا کے لئے بھی وقت مقرر ہیں۔ ان وقتوں میں کی ہوئی دعا بھی بہت بڑے نتائج پیدا کرتی ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددُعا سے ڈرو کیونکہ جب وہ ہر طرف مصائب ہی مصائب دیکھتا اور خدا تعالیٰ کے سوا کوئی سہارا نہیں پاتا تو اُس کی تمامتر توجہ خدا تعالیٰ کی طرف پھر جاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے آگے گر پڑتا ہے اور اُس وقت وہ جو بھی دعا کرتا ہے قبول ہو جاتی ہے کیونکہ دعا کے قبول ہونے کے سامانوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کا سامان یہ بھی ہے کہ انسان کی ساری توجہ ہر طرف سے ہٹ کر خدا تعالیٰ ہی کی طرف ہو جائے۔ چونکہ مظلوم کی یہی حالت ہوتی ہے اِس لئے اُس کے لئے بھی یہ ایک موقعہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح دعا کے قبول ہونے کے اوقات بھی ہیں لیکن وہ ظاہری سامانوں کی حد بندیوں کے نیچے نہیں ہوتے بلکہ وہ انسانی قلوب کی خاص حالتوں اور کیفیات سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں وہی انسان محسوس کر سکتا ہے جس پر وہ حالت وارد ہو۔"

(تفسیر سورہ بقرہ)

---

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ماہ مئی کی رپورٹ کارگذاری جلد ارسال فرمائیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

---

# احمدی مستورات سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احمدی مستورات کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی عجیب موقع بہم پہنچایا ہے۔ آپ اس موقع سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی نسلوں میں قرآن کریم کا عشق اس طرح بھر دیں کہ دنیا کی کوئی لذّت اور کوئی سرور انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔ وہ ساری توجہ کے ساتھ قرآن کریم کے عاشق ہو جائیں اور وہ ہر چیز اس سے حاصل کرنے والے ہوں اور وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ بنیں تا قیامت تک آپ کے نام زندہ رہیں اور آنے والی نسلیں حیران ہو کر آپ کی تاریخ کو پڑھیں اور کہیں کہ کیسی عورتیں تھیں اُس زمانہ کی جنہوں نے دُنیا کے تمام لالچوں کے باوجود دنیا کے تمام بد اثرات کے باوجود دنیا کو ٹھکرا دیا اور دُنیا کی طرف اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نور کو اپنے گرد اس طرح لپیٹا کہ وہ جہاں بھی رہیں اور جہاں بھی گئیں وہ اور ان کا ماحول اس نور سے منور رہا اور جگمگاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور ہم کو بھی اس کی توفیق عطا فرماتا رہے"!

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۶۸ء)

احمدی بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کے ارشاد کی دل و جان سے تعمیل فرمائیں اور دائمی ثواب کی وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین

(ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ)

---

## ماہنامہ انصار اللہ

ماہنامہ انصار اللہ ایک بلند پایہ تربیتی رسالہ ہے۔ حسب شورٰی مجلس انصار اللہ ہر مجلس انصار اللہ کے لئے اس کی خریداری ضروری ہے۔ اس لئے جملہ زعماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مجلس کے لئے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کروائیں۔ جن مجالس میں پہلے سے رسالہ جارہا ہے۔ ان زعماء کرام کی خدمت گذارش ہے کہ وہ اپنے رسالہ کی قیمت مبلغ آٹھ روپے مینیجر ماہنامہ انصار اللہ کے نام بذریعہ منی آرڈر بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

---

## ماہنامہ خالد۔ ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

بعض مشکلات کی بناء پر ماہ جون ۱۹۷۴ء کے خالد اور تشحیذ الاذہان شائع نہیں ہو سکے۔ ماہ جولائی میں دو ماہ کے اکٹھے شائع کئے جائیں گے۔ قارئین اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔ (مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان ربوہ)

---

## ضرورت چوکیدار

فضل عمر فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام زیر تعمیر گیسٹ ہاؤس کے لئے ایک چوکیدار کی ضرورت ہے جو

(۱) چوبیس گھنٹے وہاں پر حاضر رہ سکے۔

(۲) سائیکل چلانا جانتا ہو۔

(۳) کم از کم مڈل پاس ہو جو لکھ پڑھ سکتا ہو۔

خواہشمند احباب صدر حلقہ کی سفارش کے ساتھ درخواست کریں۔

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

اچھے دانت اعلیٰ صحت کی ضمانت ہیں
ANTI CARIES
کیریز دانتوں کے گلنے کیلئے
ANTI PYORRHOEA
پائیوریا ناسخورہ کیلئے
استعمال کیجئے اور ہمیشہ کیلئے ان بیماریوں سے نجات پایئے
قیمت فی کورس ۔/۱۰ دانتوں کی حفاظت کا رسالہ مفت
تیار کردہ:۔ کیو ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس:۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ فون ۶۰۶

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# آزمائشوں میں صبر اور استقامت سے اپنے ایمان پر قائم رہنا ضروری ہے

## یہ کبھی خیال نہ کرو کہ کہیں ابتلاء بڑھتے بڑھتے ہلاکت کا باعث نہ بن جائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الفرقان کی آیات وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ان آیات میں کفار کے اس اعتراض کا بھی جواب دیا گیا ہے جو انہوں نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا تھا کہ یہ کیسا رسول ہے جو ہماری طرح کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب پہلے انبیاء بھی کھانے پینے کے محتاج تھے اور وہ بھی بازاروں میں چلتے پھرتے تھے تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تمہارا یہ اعتراض کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ اعتراض تب ہوتا جب دوسرے انبیاء و رسل کے خلاف کوئی نئی بات آپؐ میں پائی جاتی لیکن جب آپؐ کا قدم اُسی نہج پر ہے جس پر پہلے انبیاء مبعوث ہوئے اور اسی طریق پر آپؐ قدم زن ہیں جس طریق پر پہلے انبیاء چلے تو آپؐ پر اعتراض کرنا درحقیقت اِس امر کا اظہار کرنا ہے کہ انہیں سلسلۂ نبوّت پر ایمان ہی نہیں۔ مگر فرماتا ہے وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً تمہیں دشمنوں کی مخالفت اور ان کے اعتراضات سے گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ ہم نے ابتلاؤں اور امتحانات کا سلسلہ بھی جاری کیا ہوا ہے جن کے ذریعہ ہم کھوٹے اور کھرے میں امتیاز کر دیتے ہیں اور انبیاء کے زمانہ میں یہ امتحانات زیادہ تر اسی رنگ میں ہوتے ہیں کہ باپ کو بیٹے سے اور بیٹے کو باپ سے۔ خاوند کو بیوی سے اور بیوی کو خاوند سے۔ بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے جُدا ہونا پڑتا ہے اور اس طرح وہ ایک دوسرے کی ایمانی آزمائش کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پھر یہ آزمائش صرف خاندانوں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ قوم کی قوم کو اس دَور میں سے گزرنا پڑتا ہے اور کفار مومنوں کے لئے اور مومن کفار کے لئے ابتلاء اور آزمائش کا ایک ذریعہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپؐ پر ایمان لانے سے اِدھر صحابہؓ کو آزمائشوں کی ایک آگ میں سے گزرنا پڑا اور اُدھر ان کی مخالفت نے دشمنوں کی اندرونی خرابیوں کو بھی بے نقاب کر دیا۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے تو نہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کی خوبیاں دُنیا پر ظاہر ہوتیں اور نہ ابوجہل اور عتبہ اور شیبہ کی بدکرداریاں دُنیا پر عیاں ہوتیں۔ یہ اسی ایمانی آزمائش کا نتیجہ تھا کہ اس نے ایک طرف تو صحابہؓ کے اندرونی حُسن کو ظاہر کر دیا اور دوسری طرف کفار کا مخفی کوڑھ لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوتے تو دُنیا میں یہی سمجھا جاتا کہ ابوالحکم مکّہ کا ایک بہت بڑا مدبّر اور سمجھدار رئیس تھا اور ابوبکرؓ وہاں کا ایک دیانتدار اور با اخلاق تاجر تھا۔ جب مخالفت کی آگ بھڑکی تو اُس نے صحابہؓ کو کندن بنا دیا اور کفار کا ملمع اتار کر ان کا پیتل ہونا لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ غرض صحابہؓ کفار کے لئے اور کفار صحابہؓ کے لئے آزمائش کا ایک ذریعہ بن گئے۔ مگر فرماتا ہے ان آزمائشوں میں تمہارا صبر اور استقامت سے اپنے ایمان پر قائم رہنا ضروری ہے تاکہ تمہاری عظمت لوگوں پر ظاہر ہو اور یہ کبھی خیال نہ کرو کہ اگر ابتلاء اسی طرح بڑھتے چلے گئے تو شاید تمہاری ہلاکت کا باعث بن جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حالات کو دیکھ رہا ہے۔ اِس میں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ تم تو ان ابتلاؤں سے گھبراتے ہو لیکن اللہ تعالیٰ جو بصیر ہے وہ جانتا ہے کہ یہ ابتلاء تمہاری طاقت کو کچلنے کا باعث نہیں بلکہ تمہیں اور بھی ترقی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ یہی نکتہ مولانا رومؒ نے اپنے اس شعر میں بیان فرمایا ہے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ است
زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ است

یعنی ہر ابتلاء جو اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلوں پر آتا ہے اس کے نیچے رحمتِ الٰہی کا ایک بہت بڑا خزانہ مخفی ہوتا ہے جو اس کی ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو مکّہ کے بڑے بڑے رؤسا نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسی کیسی اذیتیں پہنچائیں مگر یہی اذیتیں تھیں جنہوں نے سعید الفطرت لوگوں کی طبائع میں ہلچل مچا دی اور وہ ... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ تک آپہنچے اور انہوں نے آپؐ کے آستانہ پر اپنے سر جھکا دیئے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم صفحہ ۵۹ تا صفحہ ۶۱)

---

# صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا رُوحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر رُوحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص روحانی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احبابِ جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کر لیا جایا کرے۔

دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر نماز فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی دعا غور و تدبّر کے ساتھ پڑھی جائے۔

تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کا اور اسی طرح استغفار (یعنی استغفر اللہ ربّی من کلّ ذنب و اتوب الیہ) کا ورد روزانہ ۳۳۔ ۳۳ بار کیا جائے۔

مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:۔

(۱) ربّنا افرغ علینا صبرًا و ثبّت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔

(۲) اللّٰھمّ انّا نجعلک فی نحورھم و نعوذ بک من شرورھم۔

اِن کے علاوہ حضور نے اپنی زبان میں بھی بکثرت دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو قبول فرمائے اور صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

تمام احمدی جماعتیں اور احبابِ جماعت توجہ اور التزام اور باقاعدگی کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیش فرمودہ اِس رُوحانی پروگرام پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی برکات کو حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

---

## درخواستِ دعا

میرے اباجان مکرم محمد شریف صاحب کھوکھر سابق معلم وقفِ جدید کافی عرصہ سے بیمار ہیں کچھ عرصہ ٹھیک رہے ہیں مگر اب پھر صحت خراب ہو رہی ہے ذیابیطس کی شدید تکلیف ہے جس کی وجہ سے دواؤں کا چنداں اثر نہیں ہو رہا۔

احبابِ جماعت سے مخلصانہ دعاؤں کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارے اباجان کو صحت وعافیت والی لمبی عمر عطا کرے اور ان کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

(ایم۔ اے۔ عارف محمد آباد اسٹیٹ سندھ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵